دلالۃ الاقتران اور تفسیر قرآن

عثمان احمد*

قرآن مجید، اللہ جل شانہ کی طرف سے آخری کتاب ہدایت ہے جس میں نسلِ انسانی کی ہدایت کے لیے تمام اصولی احکامات موجود ہیں۔ اہلِ عقل و دانش کے لیے اس کتاب ہدایت کے بحرِ بے کنار میں غواصی کے لامتناہی امکانات موجود ہیں اور تا قیام قیامت رہیں گے۔ امتِ مسلمہ کی علمی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کتاب اللہ کو اخذ و استنباط اور استدلال و اجتہاد کا محور بنا کر ہر عہد کے عملی و فکری مسایل کا حل پیش کیا گیا اور قرآن کی اعجازی حقانیت نے انسانی ذہن کی جولانیوں کو متاثر و مبہوت کیے رکھا۔ قرآن مجید کا اسلوبِ بیان معنویت کے جس جہان سے آباد ہے اس کا احاطہ ممکن نہیں۔ علماءِ امت نے اپنی اپنی علمی و عقلی بساط کے مطابق قرآنی الفاظ کے اپنے مدلولات پر دلالت کرنے کے اسالیب کو منکشف کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ علوم قرآن کی دیگر مباحث میں ایک موضوع دلالاتِ قرآنیہ کے طرق معرض وجود میں آیا۔ قرآن مجید کے طرقِ دلالات میں دلالۃ العبارۃ، دلالۃ الاشارۃ، دلالۃ النص اور دلالۃ الاقتضاء علماءِ حنفیہ کے ہاں معین و ثابت ہیں (۱) جب کہ علماء شافعیہ کے ہاں دلالۃ المنطوق و دلالۃ المفہوم کے عنوان سے دلالاتِ قرآنیہ کو منقسم کیا گیا ہے۔ (۲) دلالات کی معروف تقسیم کے ساتھ ساتھ ایسی بہت سی اقسامِ دلالات بھی زیرِ بحث آتی ہیں جن پر علماءِ امت کا اجتہادی اختلاف ہے اور بعض کے نزدیک ان سے استدلال درست ہے اور بعض کے نزدیک ان سے معانی قرآن کا بیان اور احکاماتِ شرعیہ کا اثبات درست نہیں۔ دلالاتِ قرآنیہ کے مختلف فیہ طرق میں دلالۃ الاقتران بھی شامل ہے۔

اقتران: لغت کی رو سے:

باب افتعال سے ہے۔ اس کا مادہ ق ر ن ہے۔ قرن اور اس سے مشتق تمام الفاظ اہلِ لغت کے نزدیک ''یَدُلُّ عَلٰی جَمْعِ شَیءٍ اِلٰی شَیءٍ آخَر'' ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ جمع کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔ (۳) اقتران کی توضیح کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔ ''**الاقتران کا لازدواج فی کونہ اجتماع شیئین او اشیاء فی معنی من المعانی**'' اقتران کا لفظ ازدواج کی معنویت کا حامل لفظ ہے کیونکہ اس میں بھی دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا کسی معنی میں باہم جمع ہونا پایا جاتا ہے۔ (۴) قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے **او جاء معہ الملائکۃ مقترنین** (۵) یا اس کے ہمراہ فرشتے جمع ہو کر آتے۔

دلالۃ الاقتران کی اصطلاحی تعریف:

علماء کی اکثریت نے اس کی تعریف بیان کرنے کی طرف توجہ نہیں کی اور محض امثلہ کے ذریعے اس کے حکم کو بیان کیا ہے۔ جیسا کہ قاضی ابو یعلیٰؒ نے العدۃ فی اصول الفقہ میں (۶) اور الاسنویؒ نے التمہید فی تخریج الفروع علی الاصول میں

---

* لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

اصطلاحی تعریف سے تعرض نہیں فرمایا۔(۷) الزرکشی کے الفاظ میں دلالۃ الاقتران کی تعریف یہ ہے"صورته ان یجمع بین شیئین فی الامر او النهی ثم یبین حکم احدهما، فیستدل بالقران علی ثبوت ذالک الحکم الآخر "(۸)اس کی صورت یہ ہے کہ دو اشیاء کو امر یا نہی کے حکم میں جمع کیا جاتا ہے پھر ان دونوں میں سے ایک کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔دو اشیاء کے ایک ساتھ بیان ہونے کے باعث،ایک کا حکم دوسرے پر منطبق کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سعید الیوبی علماء اصول کی کتب سے اخذ واستنباط کے بعد ان الفاظ میں تعریف وضع کی ہے:

"الاستدلال بالجمع بین شیئین او اکثرفی سیاقِ واحدعلی اتحاد حکمهما"(۹)

دو یا دو سے زیادہ اشیاء جن کا سیاق بیان ایک ہو، کے باہم منسلک ویکجا ہونے کے باعث ان کے حکم کو بھی ایک قرار دینے کے طریقہء استدلال کو دلالت اقتران کہتے ہیں۔

دلالۃ الاقتران کی حجیت اور عدم حجیت۔قائلین ومانعین کے دلایل:

دلالۃ الاقتران کی حجیت کے قائلین میں امام ابو یوسف الحنفیؒ، اسماعیل بن یحیٰ المزنی الشافعی اور،ابن ابی ھریرہؒ شامل ہیں اور ابوالولید الباجی المالکیؒ نے بعض مالکیہ کو بھی اس کا قائل قرار دیا ہے اسی طرح،ابن نصر اللہ الحنبلیؒ،ابن المواز المالکیؒ اور قاضی ابویعلیٰ الحنبلی وغیرھم شامل ہیں۔(۱۰) قائلین کی دلیل یہ ہے کہ عطف اشتراک پر دلالت کرتا ہے اور "واؤ" حرف عطف ہے۔عطف،معطوف اور معطوف علیہ میں اشتراک خبر کا فائدہ دیتا ہے۔جیسے کہا جاتا ہے" جاءنی زید و عمر"۔اس کا معنی ہے زید اور عمر آئے۔حرف عطف کے ذریعے دونوں کے بارے مشترک خبر دی گئی۔(۱۱) حنفیہ کے نزدیک "واؤ" اشتراک پر تو دلالت کرتا ہے لیکن ترتیب کو لازم نہیں کرتا۔جیسے" جاءنی زید وعمر" یہ تو ثابت کرتا ہے کہ دونوں افراد آئے لیکن اس پر دلالت نہیں کرتا کہ پہلے زید آیا اور پھر عمر۔قرآن مجید یہ آیت بھی" واؤ" کے بلا ترتیب اشتراک پر دال ہے(۱۲)۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَ اسْجُدِیْ وَ ارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ﴾(۱۳)

"اے مریم اپنے رب کی فرماں برداری کر،اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر۔"

اس آیت میں سجدہ کا ذکر رکوع سے پہلے ہے جب کہ یہ تو معلوم بات ہے کہ سجدہ نماز میں رکوع کے بعد آتا ہے۔اس لیے یہاں یہ ماننا ہوگا کہ "واؤ" کا عطف،ترتیب پر دلالت نہیں کررہا بلکہ محض اشتراک کو ثابت کررہا ہے۔(۱۴)

مانعین میں شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ کی اکثریت شامل ہے۔(۱۵)مانعین کا کہنا ہے کہ نظمِ کلام میں کچھ اشیاء کا ساتھ ساتھ بیان ہونا اس بات کو لازم نہیں کرتا کہ ان کا حکم بھی ایک ہو۔کسی کلام میں کچھ چیزوں کا اکٹھا ذکر ہونا اشتراک حکم کی دلیل نہیں بن سکتا بلکہ حکم کے لیے مستقل دلیل طلب کی جائے گی۔(۱۶) جیسا کہ قرآن کا ارشاد ہے محمد رسول اللہ والذین معہ(۱۷)۔(محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں...) بالکل واضح ہے کہ اس آیت میں عطف کے باعث اشتراک

حکم تسلیم نہیں کیا جا سکتا ورنہ تو نبوت میں اشتراک تسلیم کرنا پڑے گا جو صریحاً غلط ہوگا۔(۱۸) راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ دلالۃ الاقتران کا علی الاطلاق انکار درست نہیں۔اس لیے اس سے استدلال کو دیگر شواہد پر موقوف رکھا جائے۔نیز دلالۃ الاقتران کی بنیاد پر نصوص صریحہ میں تاویل نہ کی جائے اور نہ ہی تعارض کے وقت اس کو دیگر طرق دلالات پر ترجیح دی جائے۔

دلالۃ الاقتران کی اقسام:

اقتران کبھی دو کامل جملوں میں ہوتا ہے تو کبھی ایک جملہ مکمل ہوتا اور دوسرا ناقص۔اس بنیاد پر دلالۃ الاقتران درج ذیل اقسام میں منقسم ہوگی۔

اول: دو جملوں کے درمیان اقتران جن میں سے ایک مکمل جملہ ہو جبکہ دوسرا ناقص ہو:

دو جملوں کے درمیان اقتران جن میں سے ایک مکمل جملہ ہو جبکہ دوسرا ناقص جملہ کی مثال یہ ہے جاء زید و عمر. ایسے دو جملوں کے اکٹھے ہونے کی صورت میں اشتراک کس نوعیت کا ہوگا اس کے بارے دو آراء ہیں۔

(الف) اشتراک صرف خبر اور اصل حکم میں ہوگا۔جیسے جاء زید و عمر کا مطلب ہوگا جاء زید و جاء عمر۔کیونکہ جاء زید مکمل جملہ ہے اور عمر اس پر عطف ہے۔اگر اشتراک خبر و حکم نہ تسلیم کیا جائے تو صرف ''عمر'' کا کوئی مطلب نہیں۔اس لیے یہ مانا جائے گا کہ زید آیا اور عمر آیا۔(۱۹)

(ب) اشتراک نہ صرف خبر اور اصل حکم میں ہوگا بلکہ تمام تفاصیل میں ہوگا۔یعنی زمان و مکان، عموم و خصوص اور مطلق و مقید سب چیزوں میں اشتراک ہوگا۔

دوم: دو کامل جملوں کے درمیان اقتران۔

اس صورت میں دونوں جملے مکمل اور معنی کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مستغنی ہوتے ہیں۔جیسے جاء نی زید و تکلم عمر (زید میرے پاس آیا اور عمر نے کلام کیا)۔اقتران کی اس صورت میں کیا ایک جملے میں مذکور حکم دوسرے جملے میں مذکور چیز یا چیزوں پر لاگو کیا جائے گا؟ فقہاء کے مابین اس پر تو اتفاق ہے کہ اگر دونوں جملوں میں علت مشترکہ کارفرما ہو تو حکم بھی مشترک ہوگا۔اسی طرح اگر دیگر دلائل شرعیہ سے بھی دونوں جملوں کا حکم ایک ہونا ثابت ہو رہا ہے تو دلالۃ الاقتران قابل قبول ہوگی۔البتہ علماء کے ہاں یہ محل نزاع ہے کہ اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو کیا محض اقتران کی بنیاد پر حکم مشترک ہوگا کہ نہیں؟(۲۰) اس کے بارے ہم علماء کے دو گروہوں کا ذکر حجیت دلالۃ الاقتران کے ذیل میں کر چکے ہیں۔

دلالۃ الاقتران سے متعلق امام ابن قیمؒ کی منفرد رائے:

امام ابن قیم کی رائے ہے کہ دلالۃ الاقتران کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔(۲۱) الدلالۃ القویۃ ، الدلالۃ الضعیفۃ، الدلالۃ المتساویۃ۔الدلالۃ القویۃ اس وقت ہوتی ہے جب اقتران کے لیے ایسا لفظ موجود ہوتا ہے جو اطلاق میں مشترک ہوتا ہے اگرچہ تفصیل میں اشیاء جدا جدا ہوتی ہیں۔جیسے نبی ﷺ نے فرمایا الفطرة خمس (پانچ چیزیں فطرت

ہیں)(۲۲)اس حدیث میں پانچ چیزوں پر فطرت کا اطلاق کیا گیا ہے لہذا پانچوں چیزیں اس اطلاق میں مشترک ہیں۔لہذا اس میں بعض چیزیں مستحب ہیں تو باقی بھی مستحب قرار پائیں گی۔(۲۳)اسی طرح قرآن کی آیت ہے:

﴿وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا﴾ (۲۴)

''تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔''

اس آیت میں حرمت شرک اور احترام والدین کو متصل ذکر کیا گیا ہے۔اس لفظ آیت میں ''قضی'' کا اطلاق دونوں پر کیا گیا ہے۔اس لیے ان دونوں کی حرمت یکساں قرار دیجائے گی۔(۲۵)

الدلالۃ الضعیفۃ تب ہوتی ہے جب دو یا اس زیادہ مکمل جملوں میں عطف ہوتا اور ہر جملہ اپنی جگہ معنی کے اعتبار سے مکمل ہوتا۔اور ان میں کسی لفظ واحد کا اطلاق مشترک طور پر نہیں کیا گیا ہوتا ہے۔

الدلالۃ المتساویۃ: دلالت اقتران میں تسویہ کی صورت حال اس وقت پیدا ہوتی ہے جب عطف کی وجہ سے ظاہر طور یہ معلوم ہو رہا ہو کہ مذکور اشیاء حکم میں بھی مساوی ہیں لیکن یہ بھی ظاہر طور پر معلوم ہو رہا ہو کہ متکلم کا قصد ان کو مساوی قرار دینا نہیں بلکہ فرق مقصود ہے۔اگر تو ان دونوں میں کسی ایک کا ظہور نسبتاً غالب ہو تو اس کی بنیاد پر اس کو اختیار کیا جائے گا ورنہ ترجیح کے لیے دیگر دلایل کی جانب رجوع کیا جائے گا۔(۲۶)

دلالۃ الاقتران سے تفسیر قرآن کی چند امثلہ:

ذیل میں اس طریقہء استدلال سے قرآن مجید کی آیات کے استنباطات کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔یہاں آراء و استنباطات پر نقد و جرح سے گریز کرتے ہوئے صرف امثلہ پیش کی جائیں گی کیونکہ ہمارا موضوع دلالۃ الاقتران کے تفسیری اثرات واضح کرنا ہے نہ کہ علماءِ فقہ کے استدلالات و مناقشات کو زیر بحث لانا۔

۱۔شراب کے نجس نہ ہونے پر استدلال:

بعض فقہاء نے شراب کے ناپاک نہ ہونے پر دلالت اقتران کے ذریعے استدلال کیا ہے۔ان کی دلیل یہ آیت ہے﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ﴾ (۲۷)اس آیت میں چار چیزوں کی حرمت اکٹھی بیان کی گئی ہے شراب، جوا، بت اور پانسے۔یہ بھی معلوم ہے کہ میسر، انصاب اور ازلام میں کوئی چیز بھی ناپاک نہیں اور شراب کا ذکر ان سب کے ساتھ متصل ہے اس لئے یہ بھی ناپاک نہیں۔اور کسی چیز کا حرام ہونا اس کے ناپاک ہونے کی دلیل نہیں۔لہذا شراب کی نجاست معنوی ہے نہ پیشاب کی طرح حسی۔(۲۸)

۲۔گھوڑوں کے گوشت کی حرمت پر استدلال:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے''الخیل و البغال و الحمیر لترکبوھا و زینۃ''(۲۹)(گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کئے تا کہ تم ان پر سواری کرو اور زینت اختیار کرو)۔امام مالکؒ اور حنفیہ کا استدلال ہے کہ اس آیت میں گھوڑے کا ذکر خچر اور گدھے کے عطف کے ساتھ ہے۔مؤخر الذکر جانوروں کی حرمت متفق علیہ ہے اس لیے گھوڑوں کا حکم بھی انہی کے ساتھ منسلک ہوگا۔امام ابن کثیر لکھتے ہیں''ولما فصلھا من الانعام و افردھا بالذکر استدل من

استدل من العلماء ممن ذهب الیٰ تحریم لحوم الخیل بذالک علیٰ ماذهب الیه فیها .... بانه تعالیٰ قرنها با لبغال و الحمیر وهی حرام" (جب ان کو مویشیوں سے علیحدہ کر دیا گیا اور ان کا ذکر مستقل طور پر کیا گیا تو علماء نے استدلال کیا کہ گھوڑوں کا گوشت بھی حرام ہے کیونکہ ان کا گدھے اور خچر کے ساتھ منسلک کر کے بیان کیا گیا) (۳۰)

۳۔ گھوڑوں پر عدمِ وجوبِ زکوٰۃ کا استنباط:

قرآن مجید کی اسی آیت "الخَیل و البغَال و الحَمِیر لترکبوهَا وَ زِینة" سے دلالت اقتران کی بنیاد پر امام مالکؒ نے استدلال فرمایا ہے کہ گھوڑوں پر زکوٰہ دینا واجب نہیں۔ الزرکشی تحریر فرماتے ہیں "ان مالکا احتج فی سقوط الزکاة عن الخیل بقوله تعالی الخیل و البغال و الحمیر لترکبوها و زینة فقرن فی الذکر بین الخیل و البغال و الحمیر، و البغال و الحمیر لا زکاة فیها اجماعا، فکذالک الخیل" (امام مالک نے اس آیت سے گھوڑوں پر زکوٰۃ نہ ہونے پر استدلال کیا ہے کیونکہ گھوڑوں کا ذکر خچر اور گدھے کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے اور بالاجماع ان دونوں پر زکوٰۃ نہیں لہذا گھوڑوں پر بھی یہی حکم ہوگا (۳۱)

۴۔ بچے کے مال پر عدمِ وجوبِ زکوٰۃ:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اقیمو الصلوٰۃ و آتو الزکوٰۃ" (۳۲) اس آیت کے علاوہ اکثر آیات میں قرآن مجید نے نماز کو زکوٰۃ سے ساتھ متصل بیان کیا ہے۔ دلالت اقتران سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح نماز بچے پر فرض نہیں اسی طرح زکوٰۃ بھی بچے پر لازم نہیں۔ (۳۳)

امام السرخسی فرماتے ہیں:

"وقال بعض اصحابنا فی قوله تعالیٰ واقیمو الصلوٰۃ وآتو الزکوٰۃ ان ذالک یوجب سقوط الزکوٰۃ عن الصبی، لان القران فی النظم دلیل المساواۃ فی الحکم، فلا تجب الزکوٰۃ علیٰ من لا تجب علیه الصلوٰۃ" (۳۴)

ہمارے بعض اصحاب کا اس آیت کی بنیاد پر استدلال ہے کہ بچے سے زکوٰۃ ساقط ہوگی۔ کیونکہ نظم کلام میں یکجا ہونا، حکم میں بھی برابر ہونے کی دلیل ہے۔ اس لیے اس پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں ہوگی جس پر نماز واجب نہیں۔

۵۔ عمرہ کے وجوب پر استدلال:

امام شافعیؒ نے دلالتِ اقتران کی بنیاد پر قرآن مجید کی آیت "واتموا الحج والعمرة لله" (۳۵) سے حج کے ساتھ عمرہ کے واجب ہونے پر استدلال کیا ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں "قال الشافعی الوجوب اشبه بظاهر القرآن، لانه قرنها بالحج" (۳۶) (امام شافعیؒ نے فرمایا کہ عمرہ کا وجوب قرآن کے ظاہر کے باہم موازنہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ قرآن نے اسے حج کے ساتھ منسلک کر کے بیان کیا۔"

ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں:

"ولنا. ای علی الوجوب. قوله تعالیٰ واتموا الحج والعمرة لله. و مقتضی الامر الوجوب، ثم

عطفها علی الحج، والاصل التساوی بین المعطوف و المعطوف علیه"(۳۷)

"ہمارے نزدیک یعنی وجوب پر دلالت اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کرتا ہے۔"واتموا الحج والعمرة لله" امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے۔ پھر (عمرہ) کو حج پر عطف کیا گیا ہے اور اصول یہ ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ حکم میں برابر ہیں۔"

۶۔ صلوٰۃ الوسطیٰ کی تعیین:

قرآن کی آیت: ﴿حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ﴾(۳۸) سے دلالت اقتران کی بنیاد پر "الصلوٰۃ الوسطیٰ" کی تعیین نماز فجر سے کی گئی ہے۔ چونکہ آیت میں "الصلوٰۃ الوسطیٰ" کو "قنوت" کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے یہ اقتران اس کی طرف دلالت کرتا ہے کہ الصلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد نماز فجر ہے کیونکہ قنوت نماز فجر میں پڑھی جاتی ہے۔(۳۹)

۷۔ صہری رشتوں میں نسبی اقارب کی طرح نکاح کی حرمت:

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے" فجعله نسبا وصهرا "(۴۰) (اس نے بنائے نسبی و سسرالی رشتے)۔ اس آیت میں نسبی رشتوں کو سسرالی رشتوں کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ دلالت اقتران کی بنیاد پر بعض فقہاء نے یہ قول اختیار کیا ہے کہ وہ سات رشتے جو نسب کے باعث محرمات ہیں وہ سسرالی رشتہ داروں میں بھی محرمات میں شامل ہیں۔(۴۱)

۸۔ قربانی کا گوشت کھانے کا وجوب:

عام طور پر فقہاء قربانی کا گوشت کھانے کو مستحب قرار دیتے ہیں(۴۲) لیکن فقہاء شافعیہ کے ایک قلیل طبقہ نے دلالت اقتران کی بنیاد پر اسے واجب قرار دیا ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے﴿لِیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ یَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِیْرَ﴾(۴۳)

"تاکہ وہ اپنے لیے (دیئے گئے) منافع کا مشاہدہ کریں اور چند معلوم دنوں میں اللہ کے نام کا ذکر کریں کہ (اللہ نے) ان مویشی چوپایوں میں سے جو رزق عطا کیا اسے کھائیں اور تنگ دست اور فقیر کو کھلائیں۔"

الاسنوی لکھتے ہیں:

"فمن فروع المسالة. ای مسالة دلالة الاقتران. اختلاف الاصحاب فی وجوب الاکل من الاضحية عملا بقولة تعالیٰ فکلوا منها وا طعموا البائس الفقير ...وقيل: يجب لانه عطف عليه الاطعام، و الاطعام واجب"(۴۴)

یہ ان مسائل فرعیہ میں سے ہے یعنی دلالۃ الاقتران کا مسئلہ، اصحاب شافعیہ میں قربانی کے جانور کا گوشت کھانے کو واجب قرار دینے کے بارے اختلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "تم بھی اس میں سے کھاؤ اور پریشان حال و تنگ دست کو بھی کھلاؤ" سے استدلال کرتے ہوئے کہا گیا کہ قربانی کا گوشت کھانا واجب ہے کیونکہ "کلوا" کا عطف "اطعام" پر ہے اور اطعام واجب ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ تفتازانی، سعد الدین مسعود، شرح التوضیح علی التلویح لمتن التنقیح فی اصول الفقہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۱۹۹۶ء، ۲۴۲/۱

۲۔ الآمدی، ابوالحسن، علی بن محمد، تحقیق: ڈاکٹر سید الجمیلی، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۴ھ، ۷۴/۳

چونکہ اس مضمون کا تعلق تفسیر قرآن سے ہے اس لئے ان دلالات کو قرآن سے استدلال کے طرق کے طور پر بیان کیا گیا ہے ورنہ یہ طرق استدلال نصوص حدیث سے استدلال کے لیے بھی اسی طرح استعمال ہوتے ہیں جیسے قرآن سے استدلال کی لیے۔

۳۔ ابن فارس، ابوالحسین، احمد بن فارس، تحقیق: عبد السلام محمد ہارون، دار الفکر بیروت، ۱۹۷۹ء، ۷۶/۵

۴۔ الراغب اصفہانی، ابوالقاسم الحسین بن محمد، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ س۔ن، ۵۱۸/۲

۵۔ الزخرف: ۵۳

۶۔ ابویعلیٰ، القاضی، محمد بن الحسین بن محمد، العدہ فی اصول الفقہ، تحقیق: احمد بن علی بن سیر المبارکی، طبع من الریاض، ۱۴۲۰/۴، ۱۴۲۰

۷۔ الاسنوی، عبدالرحیم بن الحسن، التمہید فی تخریج الفروع علی الاصول، تحقیق: محمد حسن ھیتو، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۴ھ، ص ۲۷۳

۸۔ الزرکشی، محمد بن بہادر، تشنیف المسامع بجمع الجوامع لتاج الدین السبکی تحقیق: سید عبد العزیز، عبداللہ ربیع، موسسۃ قرطبہ قاہرہ، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء، ۷۵۹/۲

۹۔ الوھبی، فہد بن مبارک بن عبداللہ، منہج الاستنباط من القرآن الکریم، مرکز الدراسات والمعلومات القرآنیہ بمعہد الامام الشاطبی، جدہ، ۲۰۰۷ء، ص ۳۲۷

۱۰۔ الزرکشی، محمد بن بہادر، البحر المحیط فی اصول الفقہ تحقیق: محمد محمد تامر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، ۳۹۷/۴

۱۱۔ ایضا

۱۲۔ السرخسی، محمد بن احمد بن سھل، اصول السرخسی، تحقیق: ڈاکٹر رفیق العجم، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۹۹۷ء، ۲۱۵/۱

۱۳۔ آل عمران: ۴۳

۱۴۔ ملاجیون، شرح نور الانوار علی المنار مع کشف الاسرار علی المنار، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۸۶ء، ۲۸۰/۱۔۲۸۲

حنفیہ کے نزدیک چونکہ واؤ'' کا عطف، ترتیب پر دلالت نہیں کرتا اس لیے ان کے ہاں قرآن کی آیت ''اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برئوسکم وارجلکم الی الکعبین'' سے وضو کی ترتیب کا وجوب ثابت نہیں ہوتا جب کہ شافعیہ ترتیب کا وجوب ثابت کرتے ہیں۔

۱۵۔ الجزائری، ابوعبدالرحمان، عبد المجید جمعہ، اختیارات ابن القیم اصولیۃ، دار ابن حزم بیروت، ۲۰۰۵ء، ۴۹۴/۲

۱۶۔ الزرکشی، محمد بن بہادر، البحر المحیط فی اصول الفقہ، ۳۹۷/۴

۱۷۔ الفتح: ۲۹

۱۸۔ ابوعاصم البرکاتی، المصری، دلالۃ الاقتران ووجہ الاحتجاج بھا عند الاصولیین، المکتبۃ الشاملہ، ۱۴۲۹ھ، ص ۲۹

۱۹۔ الزرکشی، محمد بن بہادر، البحر المحیط فی اصول الفقہ، ۱۰۰/۶، ۱۰۱

۲۰۔ الوھبی، فہد بن مبارک بن عبداللہ، منہج الاستنباط من القرآن الکریم، ۳۲۹، ۳۳۰

۲۱۔ ابن القیم، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر، بدائع الفوائد، تحقیق: ہشام عبدالعزیز عطا، عادل عبدالحمید العدوی، اشرف احمد الج، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ، ۱۹۹۶ء، ۹۸۹/۴

۲۲۔ ایضاً ۹۹۰/۴

۲۳۔ الوھبی، فہد بن مبارک بن عبداللہ، منہج الاستنباط من القرآن الکریم، ۳۲۹، ۳۳۰

۲۴۔ الاسراء: ۲۳

۲۵۔ دلالۃ الاقتران ووجہ الاحتجاج بھا عند الاصولیین ص ۳۶

۲۶۔ بدائع الفوائد ۹۹۰/۴

۲۷۔ المائدہ: ۹۰

۲۸۔ ملا علی القاری، شرح مسند ابی حنیفہ، تحقیق: خلیل محی الدین المیس، دارالکتب العلمیہ، بیروت، س۔ن۔ ص۔ ۶۲؛ رشید رضا مصری، تفسیر المنار، الھیئۃ المصریۃ عامۃ للکتاب، القاہرہ، ۱۹۹۰ء، ۴۹/۷؛ العثیمین، محمد بن صالح، الشرح الممتع علی زاد المستقنع، تحقیق: عمر بن سلیمان الحفیان، دار ابن الجوزی، ۲۰۰۲ء، ۴۳۱/۱

۲۹۔ النحل: ۸

۳۰۔ ابن کثیر عماد الدین، ابو الفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: محمود حسن، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۴ھ، ۶۸۵/۲

۳۱۔ الزرکشی، محمد بن بہادر، البحر المحیط فی اصول الفقہ، ۳۹۷/۴

۳۲۔ البقرۃ: ۴۳

۳۳۔ السمرقندی، ابو اللیث، نصر بن محمد، میزان الاصول من نتائج العقول، تحقیق: محمد ذکی البر، مطابع الدوحہ، قطر، طبع اول، ص ۴۱۵

۳۴۔ اصول السرخسی، ۲۷۳/۱

۳۵۔ البقرۃ: ۱۹۶

۳۶۔ البحر المحیط فی اصول الفقہ، ۳۹۸/۴

۳۷۔ ابن قدامہ، المغنی، تحقیق: ڈاکٹر عبدالمحسن الترکی، دار ھجر، بیروت، ۱۳/۵

۳۸۔ البقرہ۔ ۲۳۸

۳۹۔ البحر المحیط فی اصول الفقہ، ۳۹۸/۴

۴۱۔ الشنقیطی، محمد الامین بن محمد، اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۵ء، ۶۸/۶

۴۲۔ النووی، محی الدین بن شرف الدین، المجموع شرح المہذب، دار عالم الکتاب، بیروت، ۲۰۰۳ء، ۲۸۵/۲۲

۴۳۔ الحج: ۲۸

۴۴۔ التمہید فی تخریج الفروع علی الاصول، ۲۷۳/۱